باب# ۱۶۲

پامالئ بنو قریظہ

سُورَۃُ الۡاَحۡزَاب

نزولی ترتیب پر ۱۶اویں تنزیل، ۲۱ویں پارے میں سورۃ نمبر ۳۳ [آیات ۲۱-۲۷]

وہ موقع جب مدینے نے یہود کی پیہم فتنہ انگیزیوں سے نجات حاصل کرلی

۱. مسلمانوں کی واپسی اور بنو قریظہ کے محاصرے کا آغاز
۲. ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کی قبولیت
۳. مسلمانوں کے درمیان ذہنی ہم آہنگی
۴. بنو قریظہ کے درمیان انتشارِ فکری
۵. بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کی تجاویز
۶. یہود کی تین سعید روحوں کا قبول اسلام
۷. بنو قریظہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ابو لبابہؓ سے مشاورت
۸. بنو قریظہ کا ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ
۹. سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ثالثی
۱۰. کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فیصلے کے پابند ہوں گے؟
۱۱. بنو قریظہ کی غدّاری کے مزید شواہد
۱۲. بنو قریظہ کی پامالی کے مناظر
۱۳. سارے عرب کی افواج (احزاب) کو چڑھا لانے کے ماسٹر مائنڈ کے آخری لمحات
۱۴. ایک یہودی عورت اور ایک بوڑھے کا قصّہ
۱۵. ریحانہ رضی اللہ عنہا جو اُمّ المؤمنین نہ بن سکیں
۱۶. بنو قریظہ کے قلعوں کے اندر کے حالات
۱۷.

باب# ۱۶۲

پامالیٔ بنو قریظہ

ذوالقعدہ ۵ ہجری

جب یہود کی پیہم فتنہ انگیزیوں سے نجات حاصل کرلی گئی ا

پچھلے صفحات میں جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ جنگ کی ابتدا میں بنو قریظہ نے خندق کی کھدائی کے لیے آلات مہیا کیے تھے اور دورانِ جنگ پورے ایک ماہ میں ایک دن بھی جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا۔ حُیَیّ بن اَخطَبْ نے جنگ کے آخری دنوں میں چاہا کہ بنو قریظہ اس جنگ میں مسلمانوں کے خلاف، احزاب کے ساتھ شریک ہو جائیں اور حقیقت یہ ہے کہ بنو قریظہ کا سردار کعب اور اُس کے ساتھ متعدد لوگ بنو قریظہ کی جنگ میں شرکت کے حامی نہیں تھے۔ مگر حُیَیّ بن اَخطَبْ کی باتوں اور اُس کے دکھائے سبز اور سنہری خوابوں کے نشے نے اُنھیں مسلمانوں کے ساتھ نقضِ عہد پر آمادہ کر دیا، جس پر وہ عمل تو نہیں کر سکے لیکن اعلان کر کے جنگ کی فضا کو مسلمانوں کے خلاف کر دیا اور صورتِ حال یہ تھی کہ لگتا تھا کہ بس کوئی دن گیا مدینے کی گلی گلی میں دست بدست خوں ریز جنگ شروع ہو جائے گی۔ نتیجہ کیا ہو گا اس کا تو کسی کے پاس یقینی جواب نہیں تھا لیکن دشمن کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد اُن کا دسواں حصہ بھی نہیں بنتی تھی اور ظاہر بیں مشرکین اور کلمہ گو منافقین اسی پر اپنے سارے وہم و گمان کی عمارتیں تعمیر کرتے تھے۔ مسلمانوں کی جانب سے اُن کی صفوں میں شدید بے اعتمادی پیدا کرنے کی کامیاب کوششوں نے بنو قریظہ کو جنگ میں عملاً حصہ لینے سے ابھی روک کر رکھا ہوا تھا اور احزاب کے اعصاب جو انسانوں اور گھوڑوں کے لیے غذائی قلت اور خندق پار کرنے میں گزشتہ تین ہفتوں سے پیہم ناکامی سے پہلے ہی ٹوٹ چکے تھے، اللہ کے بھیجے ہوئے شدید ہوائی طوفان سے کاملاً شکست کھا گئے اور سب کے سب آپس میں کوئی مشورہ کیے بغیر باد و باراں کے تھمتے ہی مختلف سمتوں میں اپنے علاقوں کو سدھار گئے، اُن کا اتحاد اس طرح پارہ پارہ ہوا کہ مستقبل میں مدینے کے خلاف کسی مہم کا کوئی امکان نہیں رہا۔

۱۸. مسلمانوں کی واپسی اور بنو قریظہ کے محاصرے کا آغاز

طوفانِ باد و باراں کے تھمتے ہی صبح دم فجر سے قبل مشرکین کی افواج اپنے اپنے علاقوں کو آئندہ کبھی مسلمانوں پر حملہ نہ کرنے سے توبہ کرتی ہوئی بھاگ گئی تھیں۔ بعد نمازِ فجر مسلمان بھی رسول اللہ ﷺ کے

اعلان واجازتِ واپسی پر شہر کی طرف اپنے گھروں کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔ کم و بیش دو گھنٹے کے اندر مجاہدین اپنے گھروں کو پہنچ گئے ہوں گے، اور اسی اثنا میں خواتین اور بچے بھی اپنے عارضی محفوظ مقامات سے واپس آچکے ہوں گے۔ کچھ نہانے اور کپڑے تبدیل کرنے کا موقع تو ضرور مل گیا ہو گا کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ اُمِ سلمہؓ کے مکان میں پہنچے اور غسل فرما رہے تھے جبریل علیہ السلام تشریف لائے۔ اور فرمایا: کیا آپؐ نے ہتھیار رکھ دیئے حالاں کہ ابھی فرشتوں نے تو ہتھیار نہیں رکھے۔ اور میں بھی [دشمنوں کی] قوم کا تعاقب کر کے [کہیں واپس آنے کی نہ سوچیں] واپس آرہا ہوں۔ آپ اُٹھیے اور اپنی ٹیم کو لے کر بنو قریظہ کی فصیلوں کا رخ کیجیے۔ اِن سے ابھی نبٹنا ہے، میں آگے آگے جا رہا ہوں، قلعوں کے مکینوں کے دل دہلا دوں گا، اور ان کے دلوں میں دہشت اور آپؐ کا اور مسلمانوں کا رعب ڈالوں گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق یہ پیغام پہنچا کر جبریلؑ ملائکہ کے ہم راہ روانہ ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو مامور کیا کہ پورے شہر میں منادی [اعلانِ عام] کر دے کہ جو شخص سمع وطاعت پر قائم ہے وہ فوراً بنو قریظہ کے قلعوں کی طرف اُن سے نبٹنے کے لیے (ہتھیار بند حالت میں) چل پڑے اور عصر کی نماز بنو قریظہ ہی میں پڑھے۔ مدینے کا انتظام دوبارہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو سونپا اور علیؓ کو جنگ کا علم دے کر اپنے روانہ ہونے سے پہلے ہی ہراول دستے کے طور پر بھیج دیا۔

بنو قریظہ کو جانے والے ابھی راہ ہی میں تھے کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تو بعض صحابہؓ نے کہا کہ جیسا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ بنو قریظہ پہنچ کر ہی عصر کی نماز پڑھیں، تو ہمیں اِس کے وقت نکل جانے سے زیادہ نبی ﷺ کے حکم [کی اُن کے ظاہری الفاظ] کے مطابق عمل کرنا زیادہ قرینِ سمع وطاعت معلوم ہوتا ہے اور انھوں نے نماز کے قضا ہونے کی پرواہ نہیں کی، جب کہ کچھ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آپؐ کا مقصود دراصل یہ تھا کہ ہم جلد از جلد روانہ ہو کر وہاں پہنچ جائیں، چناں چہ انہوں نے حکم کی علت کو پیشِ نظر رکھا اور نماز کو قضا ہونے سے بچایا اور راستے ہی میں نماز پڑھ لی۔ جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے قضیہ یہ جاننے کے لیے پیش کیا گیا کہ کون زیادہ صحیح رائے اور عمل پر تھا آپؐ نے کسی کو بھی غلط نہیں کہہ کر دونوں فریقوں کی رائے کو سندِ قبولیت عطا کی اور آنے والی مسلمان نسلوں کے لیے یہ راہ متعین کر دی کہ لوگ حتی الامکان اللہ سے ڈرتے ہوئے مقاصدِ شریعت اور سمع وطاعت کی پاس داری کریں، ظاہری الفاظ کی پابندی کرنے والوں کو علت کی طرف رجوع کرنے والے غلط نہ جانیں اور اسی طرح ظاہری الفاظ کی پابندی کرنے والے علت کو معیار بنانے والوں کو غلط نہ کہیں۔

سیّدنا علیؓ بنو قریظہ کے قلعوں کے قریب پہنچے تو بنو قریظہ نے گمان کیا کہ شاید کچھ بات چیت کرنے یا محض ڈرانے دھمکانے آئے ہیں، انھوں نے مسلمانوں اور رسول اللہ ﷺ پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دی، انھیں اپنے عہد توڑنے پر مسلمانوں کی جانب سے ردِ عمل کا حقیقی اور یقینی خطرہ تھا لیکن اُن کے خیال میں یہ ہر گز نہیں تھا کہ چند گھنٹوں کے اندر اندر اتنی جلدی مسلمان اُن سے غدّاری کا حساب لینے آجائیں گے۔ جلد ہی اللہ کا نبی ملاحمؐ بھی مجاہدین کے ہم راہ بنو قریظہ کے علاقے میں پہنچ گیا اور وہاں واقع 'انا' نامی کنویں کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ تھوڑے بہت جو کسی بھی وجہ سے تاخیر کا شکار ہوئے وہ بھی عشاء کے قریب تک پہنچ گئے اس طرح وہ تمام ۹۰۰ یا کچھ زیادہ جو گزشتہ کل تک خندق کے معرکے میں شریک تھے اب یہود کی فصیلوں پر کھڑے تھے۔

۱۹. بنو قریظہ کے قلعوں کے اندر کے حالات

اُنھیں صبح ہی سے احزاب کے میدان چھوڑ کر فرار ہو جانے کی اطلاعات مل چکی تھیں، اُنھیں اب اپنے تمام اقدامات پر ندامت اور افسوس تھا کہ اُنھوں نے کیوں حُیَیّ بن اَخطَب کی پکار پر لبّیک کہہ کر نبی ﷺ سے معاہدہ ختم کیا اور اگر ختم کیا تھا تو کیوں نہ فوراً ہی مدینے میں گھس کر لوٹ مار شروع کی اور کیوں نہ احزاب سے نئے معاہدے کے مطابق طے شدہ وقت پر اپنی فوجیں مدینے میں اُتاریں اور کیوں قریش اور غطفان سے یرغمال طلب کیے، جس نے اُن کے دلوں میں بداعتمادی پیدا کی۔ بہت اندیشہ تھا کہ شاید اب اُن کے تمام مردوں کو یا کم از کم سربرآوردہ لوگوں کو تو لازماً قتل کر دیا جائے گا، جیسا کہ اُنھوں نے احزاب کے ساتھ مل کر مدینے کے مسلمانوں کا حشر کرنے کا سوچا تھا جیسا کہ اُن کی تحریف شدہ کتاب تک میں محصورین کے تمام قابلِ ذکر مردوں کے قتل کا حکم موجود تھا اس اندیشے کے برخلاف اُنھیں ایک یہ بھی موہوم سی امید تھی کہ قینقاع اور نضیر کی مانند کہنے سننے سے نبی رحمت ﷺ اِن کے سرداروں کو قتل نہیں کریں گے اور ماضی میں اُن کے تعاون اور وفاداری کے روّیے کے پیشِ نظر انھیں شاید معافی مل جائے یا زیادہ سے زیادہ انھیں مدینے سے نکال دیا جائے۔

۲۰. مسلمانوں کے درمیان ذہنی ہم آہنگی

مسلمانوں کی بھی اِن کے بارے میں یقیناً یہی رائے بن رہی ہو گی کہ اب اِن سب شریر غدّاروں کو قتل کر دینا چاہیے جیسا کہ انھوں نے مسلمانوں کے قتلِ عام کا عین دشمن کی سرحد پر موجودگی پر اُس کے ساتھ مل کر

منصوبہ بنایا تھا۔ بدر میں دشمن کی اچھی خوں ریزی نہ کرنے اور قیدی بنا کر فدیہ لے کر چھوڑ دینے کے نتائج وہ اُحد میں بھگت چکے تھے اور اُس پر اللہ تعالی کی جانب سے آنے والی تنبیہی آیاتِ مبارکہ بھی وہ تلاوت کرتے تھے۔ حقیقت کی دنیا میں اُنھوں نے فدیہ لے کر چھوٹ کر جانے والوں کو دوبارہ تلواریں سنبھالے اُحد میں آتے دیکھا تھا۔ مزید یہ کہ بنو نضیر اور بنو قینقاع نے جو سارے عرب کی فوجیں جمع کر کے مدینے پر چڑھا لانے میں کردار ادا کیا اور اُن کے ساتھ مل کر قریظہ نے جو نقضِ عہد کیا تھا اُس کے پیشِ نظر مسلمان اور مسلمانوں کی قیادت یہ غلطی اب کیوں کر کر سکتی تھی کہ اِن سازشیوں کو اور اِن کی اولاد کو اپنے باغات، مکانات، قلعے اور علاقے مسلمانوں سے باج گزار کرنے کی آرزوئیں کرنے اور مہمات چلانے کے لیے زندہ چھوڑ دیں۔ بدر کے دن مشرکینِ قریش کو زندہ گرفتار کرنے پر سعد بن معاذؓ نے جس طور شدید ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا اور جس طرح بلالؓ نے ایک قیدی کو انصاری مسلمانوں کے ساتھ مل کر قتل کیا تھا اور پھر قیدیوں کے بارے میں عمر بن االخطابؓ اور علی بن ابی طالبؓ کی جو آرا اُن کو جان سے مار ڈالنے کے بارے میں تھیں اور جن کی اصابت پر مسلمانوں کو بعد میں یقین آ گیا تھا۔ اور مزید یہ کہ شہادت کے شدید آرزومند سعد بن معاذؓ نے دو چار دن قبل جس طرح اپنی شہادت کو اللہ سے اُس دن تک ٹالنے کی دعا کی تھی جب تک کہ وہ بنو قریظہ کا انجام نہ دیکھ لیں [ولا تمتني حتى تقر عيني من بني قريظة مولا! مجھے موت نہ دے یہاں تک کہ بنو قریظہ کے معاملے میں میری آنکھوں کو ٹھنڈک نہ مل جائے۔] یہ سارے امور اس بات کی شہادت ہیں کہ مسلمانوں کی اُس وقت مجموعی رائے اِن تمام غدّاروں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی تھی جس کی شہادت ابو لبابہؓ کے اشارتاً بیان سے ہوئی، پھر سعد بن معاذؓ کے فیصلے اور پھر نبی کریم ﷺ کے اظہارِ اطمینان اور اِس بیان سے کہ یہ وہی فیصلہ ہے جو سات آسمانوں سے اللہ کے فیصلے کے مطابق ہے۔

۲۱. بنو قریظہ کے درمیان انتشارِ فکری

مسلمانوں نے شوال کا کم و بیش پورا مہینہ، ستائیس روز خندق کی کھدائی اور دس گنا سے زیادہ احزاب (افواج) سے نبرد آزمائی میں محصورین بن کر گزارے تھے اور اُس کے اختتام ہی کے دن سہ پہر سے اب یہ محاصرین بن کر بنو قریظہ کے قلعوں کو گھیرے کھڑے تھے۔ اس کے باوجود کہ جنگ خندق کی نبرد آزمائی نے اِن کو تھکن سے چور چور کیا ہوا تھا لیکن پوری استقامت کے ساتھ سخت سردی کا مقابلہ کرتے ہوئے مسلمانوں نے یہ محاصرہ ۲۵ روز جاری رکھا یہاں تک کہ یہود نے ہتھیار ڈال دیے۔

بنو قریظہ کے محاصرے کے دوران ایک صحابی خَلاّد بن سُوَید جو فصیل پر متعین تھے۔ اُن پر ایک یہودی عورت نے اوپر سے چکی کا پاٹ پھینک مارا جس سے وہ شہید ہو گئے صرف ایک مذکورہ شہادت کے علاوہ اور کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تاہم۔ عکاشہؓ کے بھائی ابوسنان بن محصنؓ نے محاصرے کے دوران قدرتی موت پائی۔

بنو قریظہ کے قلعے مضبوط اور محفوظ تھے، مسلمانوں کے لیے اُن کو توڑ کر گھسنا، جب کہ وہ قوت اور جرأت سے مقابلہ کر رہے ہوں کم و بیش ناممکن تھا، اُن کے پاس کافی سے زیادہ مقدار میں غذائی سامان اور خوراک کا انتظام تھا، فصیل کے اندر پانی کے چشمے اور کنوئیں تھے۔ لیکن اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تھا، وہ بزدل بھی تھے اور ہمت ہار چکے تھے۔

۲۲. بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کی تجاویز

محاصرے کی طوالت نے اُن پر ایسا زبردست اثر کیا اور دلوں کو دہلایا کہ وہ موت سے بھی زیادہ اس محاصرے سے گھبرا گئے، پیہم انکارِ حق نے اُن سے حق کو تسلیم کرنے کی صلاحیت کو چھین لیا تھا، اُن کے دلوں پر مہریں لگ چکی تھیں۔ ۲۴ ویں روز اُن کے سب سے دانش ور، سردار کعب بن اسد نے اُن سے کہا کہ واللہ! تم لوگوں پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] واقعی اللہ کا وہی سچا نبیؐ اور رسولؐ ہے جس کی آمد کا تم اپنی کتاب میں ذکر پاتے ہو پس تم اُس پر ایمان لے آؤ اپنی جان، مال اور بال بچوں کو محفوظ کر لو۔ اگر اُس میں ذرا بھی حقیقت پسندی ہوتی تو سب سے پہلے وہ یہ تلقین کر کے اپنے ایمان کا اعلان کرتا، لیکن یہ محض بال بچوں کو بچانے کی ایک تدبیر تھی رہا اُس کا اپنی کتاب کا حوالہ دینا تو وہ بالکل صحیح تھا، وہ اور اس کی قوم اِسے جانتے تھے۔ اُس کی قوم آخر اُس کی تجویز کو کیوں کر مانتی جس پر وہ خود عمل نہیں کر رہا تھا۔

سردارِ قوم، کعب بن اسد نے دوسری تجویز اپنی قوم کو یہ پیش کی کہ آؤ ہم لوگ اپنے بیوی بچوں کو خود اپنے ہاتھوں قتل کر دیں۔ پھر تلوار سونت کر محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] پر حملہ کر دیں اس کے بعد یا تو فتح پائیں یا سب کے سب مارے جائیں۔ اگر وہ اپنے بیوی بچوں کو قتل کر کے آیا ہوتا تو شاید کوئی ایک آدھ یا کچھ اُس جیسے 'عقل مند' اُس کی بات مان جاتے۔

اُس نے اپنی آخری اور تیسری تجویز یہ پیش کی کہ کل سنیچر کا دن ہے، مسلمان ہماری طرف سے اس بات پر مطمئن ہوں گے کہ کل سبت کے دن تو یہود کچھ لڑائی نہیں کریں گے لہذا اُن پر دھوکے سے پل پڑو! اُس کی قوم نے جو تورات پر 'بڑی سختی' سے عمل کرتی تھی اپنے کانوں پر یوں ہاتھ دھرے گویا اس سے بہتر تو پہلی دو

تجویزیں ہیں جن کو ہم رد کر چکے ہیں۔ اپنی قوم سے اپنی تمام تجاویز کی مخالفت پا کر کعب بن اسد نے مجلس میں پہلی بار ایک عقل کی بات کہی کہ 'تم میں سے کسی نے ماں کی کوکھ سے جنم لینے کے بعد ایک رات بھی ہوش مندی کے ساتھ نہیں گزاری ہے'۔

۲۲۳. یہود کی تین سعید روحوں کا قبول اسلام

محصورین میں اُس وقت قریظہ کے بھائی ہذیل کی اولاد میں سے تین نوجوان بھی تھے۔ انھوں نے اپنی قوم سے اس بات پر بڑا اصرار کیا کہ محمد [ﷺ] کی رسالت پر ایمان لے آؤ، یہی توریت کی پابندی کا اظہار اور آخرت کی نجات کا ذریعہ ہے۔ یہ نوجوان اپنے بچپن سے ملک شام سے آنے والے یہودی عالم ابن الحیان سے واقف تھے جس نے یہود کو آنے والے نبی پر ایمان لانے کی سختی سے ہدایت کی تھی۔ اِن نوجوانوں نے ابن الحیان کی کہی ہوئی اس بات کو بار بار یاد دلایا کہ: "اُس کا وقت بالکل قریب آن لگا ہے، تم پر لازم ہے کہ اُس کے پاس پہنچنے میں سبقت کرو۔ اے یہودیو! جو بھی اُس کی مخالفت کرے گا وہ اُس کی خوں ریزی کرے گا اور اُن کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لے گا۔ پس کوئی بات تمھیں اس تک پہنچنے سے باز نہ رکھے"۔ لیکن اِن نوجوانوں کی تلقین و نصیحت کا اُن کی قوم پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ مایوس ہو کر فصیل پر متعین مسلمان پہرے داروں کو اپنے قبولِ اسلام کے ارادے کا بتا کر باہر نکلے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

بنو قریظہ کی قوم میں کچھ اور افراد بھی تھے جو شروع ہی سے عہد شکنی کے خلاف تھے، اُن میں سے ایک عمرو ابن صدا تھے۔ انھوں نے کعب بن اسد کے اعلانِ معاہدہ شکنی سے برأت کا برملا اعلان کیا ہوا تھا۔ اُنھوں نے جب دیکھا کہ اُن کی قوم رسالتِ محمدیؐ پر ایمان لانے کے لیے تیار نہیں ہے تو اُنھوں نے تجویز کیا کہ رسول اللہ کو خراج دینے کی پیش کش کر دیکھو، شاید وہ مان جائیں، مجھے نہیں معلوم کہ وہ پیش کش قبول بھی کریں گے یا نہیں۔ جھوٹی انانیت اور پیہم انکارِ حق نے اُن کے دلوں کو سربمہر کر دیا تھا۔ وہ بولے کہ عربوں کو خراج دینے سے مرنا بہتر ہے! اپنی قوم سے یہ سُن کر وہ قلعے سے نکل گئے، رات مسجد نبوی میں گزاری مگر اس کے بعد وہ کہاں گے، زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا، کچھ پتا نہیں۔ اُن کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایسا آدمی تھا جس کو اللہ نے اُس کے خلوص کی بنا پر بچا لیا۔ بنو قریظہ کے درمیان اُنھی کی مانند ایک اور شخصیت تھی، رفاعہ ابنِ سموئیل، وہ پہرے داروں سے بچ کر کسی طرح مدینے پہنچ گئے اور رسول اللہ ﷺ کی والدہ آمنہ کی سوتیلی بہن یعنی خالہ کے یہاں پناہ لی، اُن ہی کے گھر میں اسلام قبول کیا اور خزرج کے درمیان شادی کی۔

۲۴۔ بنو قریظہ کی رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ابولبابہؓ سے مشاورت

بچاؤ کی کوئی راہ نہ پا کر بنو قریظہ نے چاہا کہ مسلمانوں میں اپنے سابقہ دوستوں اور حلیفوں سے رابطہ قائم کریں اور کسی طرح کوئی زندگی بچانے اور عافیت کی راہ دریافت کریں۔ اس کام کے لیے اُنھیں سب سے پہلے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ یاد آئے، ابولبابہ ان کے حلیف تھے۔ اور ان کے باغات اور اُن کا خاندان بھی اسی علاقے میں آباد تھا۔ یہود نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم ابولبابہؓ سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں آپؐ اُن کو ہمارے پاس بھیج دیں۔۔ جب ابولبابہؓ وہاں پہنچے تو خواتین و مرد اور بچوں نے انھیں گھیر لیا۔ عورتوں اور بچوں نے ان کے سامنے دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا۔ پرانے تعلقات تھے، اس منظر کو دیکھ کر ابولبابہؓ پر رقت طاری ہو گئی اور اُن کے لیے دل پسیج گیا۔ بنو قریظہ کے لوگوں نے ابولبابہؓ سے پوچھا کہ کیا تمھارے خیال میں یہ مناسب ہے کہ ہم محمد [ﷺ] کی اطاعت قبول کر لیں اور اپنی قسمت کا فیصلہ اُس پر چھوڑ دیں؟ انہوں نے حلق پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: ہاں! جس کا مطلب اُنھیں خبردار کرنا تھا کہ گردن کاٹ دی جائے گی۔ کہنے کو انھوں نے کہہ دیا لیکن انھیں معاً احساسِ جرم بھی ہو گیا کہ اُنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ غدر کیا ہے۔ اُن کا ضمیر اُنھیں سختی سے ملامت کرنے لگا۔ یہ ملامت اس لیے بھی دوچند ہو گئی کہ کچھ ہی دنوں قبل انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خواہش پر کھجور کا درخت، ایک ایسے اپنی زیرِ نگرانی یتیم کو دے دینے سے انکار کر دیا تھا جس نے اُن پر اس درخت کی ناجائز ملکیت کا دعویٰ کیا تھا۔ بعد میں ابولبابہؓ نے بتایا کہ قبل اس کے کہ میرے شعور میں یہ بات سرایت کرے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے غدّاری کا مرتکب ہوا ہوں میرے دونوں پاؤں جہاں تھے وہیں جم کر رہ گئے۔ اُن کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اُن کے منہ سے اپنے اس فعل پر نکلا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ کعب نے پوچھا کہ خیر تو ہے تجھے کیا ہو گیا ہے۔ ابولبابہؓ نے جواب دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیانت کے مرتکب ہو گئے ہیں۔ وہ اس بات کو جانتا تھا!

بالائی منزل سے نیچے اُترتے ہوئے اُنھوں نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو وہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔ اُن میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ نبی اکرم ﷺ کو منہ دکھا سکیں۔ بلاشبہ اُنھوں نے اُن کے بارے میں ہونے والے فیصلے سے متعلق اپنے اندازے کو ظاہر کیا تھا، یہ صریح خیانت تھی، اِس کی بنا پر اُن کا ہتھیار ڈالنا موخر ہو سکتا تھا اور مسلمانوں کے لیے محاصرے کو مزید طول دینے کی زحمت برداشت کرنا پڑتی، لیکن انھوں نے کوئی راز ہرگز افشا نہیں کیا تھا، اُنھیں کیا، کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ بنو قریظہ کے سرنڈر کرنے پر اُن کے ساتھ کس انجام یا شرائط

کا فیصلہ اللہ کے رسول کے ذہن میں ہے۔ لیکن اپنے ایسے اندازے کو بیان کر دینا بھی جرم تھا کہ جس کا فائدہ دشمن کو ہو اور نقصان خود اپنے لوگوں کو ہو۔ وہ اپنے تعلقات کی نوعیت اور اپنی جذباتی کیفیات کو جانتے تھے اور ہر شخص کو اپنی کم زوریوں کو جاننا چاہیے۔ ابو لبابہؓ نے اتنی ہمت نہیں پائی کہ رسول اللہ ﷺ کو منہ دکھا سکیں اور اُسی راستے سے واپس ہوں جس راستے سے آئے تھے چناں چہ وہ ایک دوسرے دروازے سے خاموشی سے نکل گئے اور سیدھے مسجدِ نبوی پہنچے۔ اور اپنے آپ کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ لیا۔ اور اعلان کیا کہ اب وہ اس جگہ سے نہ ہلیں گے اور اس ستون سے آزاد ہونا پسند نہ کریں گے [سوائے ناگزیر ضروریات کے لیے] جب تک کہ اُن سے جو کچھ سرزد ہو گیا ہے اللہ اُس سے درگزر نہ فرمائے اور یہ کہ وہ آئندہ کبھی بنو قریظہ کے علاقے میں داخل نہیں ہوں گے۔ اِدھر فصیل کے باہر رسول اللہ ﷺ اُن کا انتظار کر رہے تھے جب تفصیلات کا علم ہوا تو فرمایا: اگر وہ میرے پاس آیا ہوتا، تو میں اُس کے لیے دعائے مغفرت کرتا، مگر اب جب وہ ایسا کر بیٹھے ہیں [کہ اللہ کی جانب سے توبہ کی قبولیت کے منتظر ہیں] تو اب میں بھی انھیں ان کو ستون سے نہیں کھول سکتا تاوقتے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمالے[1]۔

ادھر ابو لبابہؓ کے اشارے کے باوجود بنو قریظہ یہی سوچ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سرنڈر کر دیں اور وہ جو فیصلہ مناسب سمجھیں اُس پر ناچار راضی ہو جائیں۔ قبیلہ اوس کے لوگ رسول اللہ ﷺ سے چاہ رہے تھے کہ آپؐ نے خزرج کے حلیف بنو قینقاع کے ساتھ جو نرم سلوک فرمایا تھا وہی سلوک ہمارے حلیف بنو قریظہ کے ساتھ فرما دیں اور اُن پر احسان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا آپ لوگ اس پر راضی نہیں کہ

---

1 یہ واقعہ ہمیں درس دیتا ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ اور اقامتِ دین کے لیے اپنی زندگیاں لگانے والوں کے درمیان ہر شخص کو اپنی کم زوریوں کا جائزہ لینا چاہیے، خاص طور پر جب اُسے کوئی ذمے داری یا منصب سونپا جائے خصوصاً بیرونی لوگوں سے مذاکرات کا یا کسی مقام، مہم یا تنظیم کی امارت و امامت کا تو اُسے اپنے علمِ دین، باطل نظاموں سے کماحقّہ واقفیت، تجربے، قائدانہ صلاحیتوں، اپنی جذباتی کم زوریوں اور دنیا کے بارے میں لالچ میں مبتلا ہونے کے اندیشے اور اپنی جسمانی صحت کا اور اپنے احباب کی اِن مذکورہ صفات کا بالکل حقیقت پسندانہ ادراک ہونا چاہیے۔ اگر وہ یہ سمجھے کہ وہ اس قابل نہیں ہے تو اُسے کبھی ذمے داری قبول نہیں کرنی چاہیے، نااہلوں کی یا اِس ادراک سے محروم افراد کی قیادت اُن کی نہیں تو اداروں کی تباہی کا سبب ضرور بنتی ہے۔ اس ادراک کی کمی کی بنا پر بہت سارے ادارے، حکومتیں اور تحریکیں نہ صرف زوال کا شکار ہوتی ہیں بلکہ بہت سارے مخلصین کی زندگی بھر کی محنتوں کے ضیاع کا باعث بننے کے ساتھ باطل کو قوت مہیا کرتی ہیں۔

ان کے متعلق آپ ہی کا ایک آدمی فیصلہ کرے؟انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا : تو یہ معاملہ سعد بن معاذؓ کے حوالے ہے۔اَوس کے لوگوں نے اپنے قبیلے کے سردار کی ثالثی پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔

۲۵. بنو قریظہ کا ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ

آخر کار بنو قریظہ نے اس معاہدے پر اپنے آپ کو نبی ﷺ کے حوالے کر دیا کہ اُن کے حق میں قبیلہ اَوس کے سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو فیصلہ بھی کر دیں گے اس کو فریقین [مسلمان اور بنو قریظہ] کو تسلیم کرنا ہو گا۔

بنو قریظہ نے سعدؓ کو اس امید پر ثالث بنایا تھا کہ زمانۂ جاہلیت میں اَوس اور بنی قریظہ کے درمیان جو حلیفانہ تعلقات مدّتوں سے چلے آرہے تھے وہ ان کا لحاظ کریں گے۔ اگرچہ اوس کے لوگوں کو اسلام کے بعد اور بنو قریظہ کی جنگِ خندق میں حرکتوں کو دیکھتے ہوئے اُن سے ذرّہ برابر بھی ہمدردی باقی نہیں تھی، لیکن زمانہ دراز سے چلا آرہا قبائلی تقابل و تفاخر انھیں یہ سکھا رہا تھا کہ جس طرح پہلے خزرج کے حلیفوں بنی قَینُقاع اور بنی النضیر کو مدینے سے مع اسباب نِکل جانے دیا گیا تھا اگر اب اوس کے حلیفوں کو نہیں نکل جانے دیا گیا تو اُن کی اپنے مقابل فریق کے سامنے ناک نیچی ہو جائے گی۔قبیلۂ اَوس کے لوگ بھی سعدؓ سے تقاضا کر رہے تھے کہ اپنے حلیفوں کے ساتھ نرمی برتیں۔ لیکن سعدؓ جن کا دل اس قسم کی قدیم جاہلیت سے پاک ہو چکا تھا وہ معروضی انداز میں مسلمانوں کے مفاد اور عدل وانصاف کے تقاضوں کو دیکھ رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ پہلے جن دو یہودی قبیلوں کو مدینہ سے نِکل جانے کا موقع دیا تھا وہ کس طرح سارے حجاز کے قبائل کو مدینے پر چڑھا لائے تھے۔اور اُن سے زیادہ کون بنو قریظہ کی بدعہدی اور بدزبانی کا شاہد تھا کہ وہ ہی نبی ﷺ کی جانب سے دورانِ جنگِ خندق معاہدے کی خلاف ورزی سے باز رکھنے کے لیے بنو قریظہ کے پاس آئے تھے اور مسلمانوں اور رسول اللہ کے خلاف اِن کے اشتعال اور بدزبانی کو دیکھ کر واپس گئے تھے جس کی وجہ سے عین بیرونی حملے کے موقع پر اِن کی بدعہدی نے اہلِ مدینہ کو بظاہر تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا تھا۔ بنو قریظہ کے ہتھیار ڈالنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ تمام مردوں کو باندھ دیا جائے۔ چناں چہ محمد بن مسلمہ انصاریؓ کے زیر نگرانی ان سب کے ہاتھ باندھ دیئے گئے۔اور عورتوں اور بچوں کو مَردوں سے الگ کر دیا گیا۔اس کے بعد آپؐ نے ایک صحابی کو سعد بن معاذؓ کو بلانے کے لیے بھیج دیا۔

۲۶. بنو قریظہ کی درخواست پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ثالثی

سعد بن معاذؓ جنگِ خندق کے دوران ہاتھ کی رگ کٹنے کے سبب زخمی تھے اور اپنے اسی زخم کی وجہ سے

محاصرہ کرنے والی سپاہ میں شامل نہیں ہو پائے تھے۔ اس وقت وہ زخمی حالت میں مسجد نبوی ہی میں تھے جہاں اُن کے لیے ایک خیمہ لگا دیا گیا تھا۔ ایسا اس لیے کیا گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو اُن کی عیادت میں آسانی رہے۔ قبیلہ اسلم کی رفیدہ نامی ایک خاتون جو زخمیوں کے علاج کی ماہر تھیں اُن کے زخم کی دیکھ بھال کر رہی تھیں، اوس کے لوگوں نے نرم کپڑے رکھ کر اپنے سردار کو ایک گدھے پر سوار کیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ جب قریب پہنچے تو ان کے قبیلے کے لوگ اُنکے چاروں طرف جمع ہو گئے اور کہنے لگے: سعدؓ! اپنے حلیفوں کے بارے میں نرمی سے کام لیجئے گا... رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اسی لیے حکم بنایا ہے کہ آپ ان سے حسن سلوک کریں۔ مگر وہ خاموشی اختیار کیے ہوئے تھے کوئی جواب نہ دے رہے تھے۔ جب لوگوں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو بولے کہ اب وقت آگیا ہے کہ سعد کو اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ رہے۔ سعد تو وہ تھے کہ جو بدر کے قریشی قیدیوں کو رہا کرنے کی مخالفت میں عمرؓ اور علیؓ کے ہم نوا تھے۔ سعدؓ کے منہ سے لومۃُ لائم سے بے پرواہی کا یہ عندیہ سن کر بعض لوگ اُسی وقت مدینہ آ گئے اور قیدیوں کی موت کا اعلان کر دیا۔

۲۷. کیا رسول اللہ ﷺ بھی فیصلے کے پابند ہوں گے؟

جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قلعے کے باہر رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ رہے تھے تو آپ نے اوس کے لوگوں سے کہا کہ اپنے سردار کے استقبال کے لیے اٹھ کر بڑھو۔ لوگوں نے آگے بڑھ کر حدِ ادب اور زخمی سردار کا خیال رکھتے ہوئے انھیں سواری سے اتارا تو رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اے سعدؓ! یہ لوگ تیرے فیصلے پر، جو بھی تو کر دے، راضی ہیں۔ سعدؓ نے دریافت کیا کہ کیا میرا فیصلہ ان پر [لازماً] نافذ ہو گا؟ لوگوں [غالباً بنو قریظہ کا کوئی نمائندہ /یا کچھ نمائندے وہاں بندھے ہوئے موجود تھے جنھوں] نے کہا جی ہاں! انہوں نے پھر پوچھا کہ کیا مسلمانوں پر بھی؟ جواب ملا جی ہاں! پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرنا چاہا کہ کیا میرے فیصلہ پر عمل درآمد کرانا آپؐ پر بھی لازم ہو گا! لیکن انتہائی ادب و تعظیم کی خاطر اپنا چہرہ آپ کی طرف نہیں بلکہ دوسری طرف کر کے پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! مجھ پر بھی! سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا تو میرا فیصلہ یہ ہے کہ بنی قریظہ کے تمام مرد قتل کر دیے جائیں، عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے، اور ان کی تمام املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائیں۔۔ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کے فیصلے کی تحسین و تائید و تصدیق کرتے ہوئے یہ کہا کہ تم نے ان کے بارے میں وہی فیصلہ کیا ہے جو سات آسمانوں کے اوپر سے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ اسی فیصلے پر عمل کیا گیا۔

۲۸. بنو قریظہ کی غدّاری کے مزید شواہد

بنی قریظہ نے اپنے قلعوں کے دروازے کھول دیے۔ محمد بن مسلمہؓ کی نگرانی میں تمام بالغ مردوں کے ہاتھ پیچھے کی جانب مضبوطی سے گردن کے ساتھ باندھ کر باہر لایا گیا۔اُن کو پڑاؤ کے ایک جانب جمع کیا گیا۔ دوسری جانب عورتوں اور بچوں کو جمع کیا گیا۔اِن سب کو عبداللہ بن سلامؓ کی نگرانی میں دے دیا گیا، جو قبول اسلام سے قبل یہودیوں کے بڑے عالموں میں شمار ہوتے تھے۔ جب بنی قریظہ کے قلعوں کے اندر اسٹورز میں مسلمان داخل ہوئے تو انھیں پتہ چلا کہ جنگِ احزاب میں حصہ لینے کے لیے انھوں نے پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہیں، دو ہزار نیزے اور پندرہ سو ڈھالیں فراہم کی تھیں۔ اگر اللہ کی مسلمانوں کے لیے نصرت نہ آجاتی تو یہ سارا اسلحہ مدینہ پر پیچھے سے حملہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا جب کہ مشرکین کی فوجیں دوسری جانب خندق پار کر کے مدینے میں گھس رہی ہوتیں۔اِس انکشاف کے بعد تو اس امر میں کسی کو کوئی شک نہیں رہا کہ سعدؓ نے بنو قریظہ کے معاملہ میں جو فیصلہ دیا وہ بالکل مبنی بر انصاف تھا۔

۲۹. بنو قریظہ کی پامالی کے مناظر

قلعوں کو خالی کرانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے حکم پر بنو قریظہ کے مردوں کو مدینے میں منتقل کیا گیا۔ مدینے میں بنو نجّار کی ایک خاتون، جو حارث کی بیٹی تھیں، ایک ایسے گھر کی مالک تھیں جس میں بہت بڑا احاطہ تھا جس میں سات سو سے زائد افراد کو بٹھایا جا سکتا تھا۔ اس احاطے میں بنو قریظہ کے مردوں کو رکھا گیا اِن سب کے ہاتھ گردنوں سے بندھے ہوئے تھے اور یہ سب سخت نگرانی میں تھے۔ مدینہ کے بازار کے قریب خندقیں کھودی گئیں، پھر سزائے موت کے مجرموں کو ایک ایک گروپ کی شکل میں وہاں لے جایا گیا۔ اور یکے بعد دیگرے ان کو خندقوں کے کنارے بٹھایا جاتا اور علیؓ اور زبیرؓ اِن کی گردنیں تلوار سے الگ کر دیتے، لاشے از خود خندق میں جا گرتے۔

یہ کارروائی کچھ دیر جاری رہی تو احاطے میں زندہ موجود قیدیوں نے اپنے سردار کعب بن اسد سے پوچھا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ جانے والوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اُس نے کہا: کیا تم لوگ کسی بھی جگہ سمجھ بوجھ نہیں رکھتے؟ دیکھتے نہیں کہ پکارنے والا رک نہیں رہا ہے اور جانے والا پلٹ نہیں رہا ہے؟ واللہ! یہ قتل ہے۔

سوائے چند مردوں کے استثنا کے سب پر اُن کی مرضی سے چنیدہ اور مقرر ثالث سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ نافذ کر دیا گیا۔ یہ کارروائی رات تک جاری رہی، آخری ملزموں کو مشعلوں کی روشنی میں سزا دی گئی، پھر خندقوں کو

مٹی سے بند کر دیا گیا۔ دنیا میں اس سے زیادہ نرمی اور عزت کے ساتھ سزائے موت ممکن نہیں تھی، اصل ذلت والی رسوا کن سزا تو آخرت ہی میں مل سکے گی۔

۳۰. سارے عرب کی افواج (احزاب) کو چڑھا لانے کے ماسٹر مائنڈ کے آخری لمحات

ابنو قریظہ کی اس پامالی کے دوران بنو نضیر کا سردار، حُيَیّ بن اَخطَبْ جس نے بنو قریظہ کو اس بُرے انجام تک پہنچایا، جو سارے عرب کو مدینے پر حملے کے لیے چڑھا کر لایا تھا، جیسا کہ پچھلے صفحات [۹۰،۸۹] میں بتایا گیا تھا کہ جب طوفان والی رات کے آغاز میں ابو سفیان نے اُسے سخت سست کہا اور پوچھا کہ تیرے یہودی بھائی کہاں ہیں؟ وہ تو ہم سے یرغمال مانگ رہے ہیں تا کہ محمد [ﷺ] کے حوالے کر دیں۔ یہ سن کر حُیَیّ بن اَخطَبْ بنو قریظہ کے قلعہ میں صورتِ حال کی تحقیق کے لیے چلا گیا تھا یا قریش اور غطفان کے ہاتھوں مارے جانے کے ڈر سے بھاگ گیا تھا، مگر اُس کی قسمت میں کسی اور کے ہاتھوں نہیں بلکہ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا جانا لکھا تھا۔ جس وقت احاطے میں سے بندھے ہاتھوں کے ساتھ وہ نبی ﷺ کے سامنے لایا گیا اُس نے ایک قیمتی جوڑا پہنا ہوا تھا جسے خود ہی ہر جانب سے تھوڑا تھوڑا اپھاڑا ہوا تھا تا کہ وہ مسلمانوں کے کام نہ آسکے۔ اس کے دونوں ہاتھ گردن کے پیچھے رسی سے یکجا بندھے ہوئے تھے۔ اس کی ہٹ دھرمی کی انتہا یہ تھی کہ اُس نے اِس موقع پر رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے کہا: سنیے! میں آپ سے دشمنی پر اپنے آپ کو ملامت نہیں کرتا، لیکن جو اللہ سے لڑتا ہے مغلوب ہو جاتا ہے۔ پھر لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: اللہ کے فیصلے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ تو نوشتۂ تقدیر ہے اور ایک بڑا قتل ہے۔ جو اللہ نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا تھا۔ اس کے بعد حُیَیّ بن اَخطَبْ [2] کو خندق کے کنارے بٹھایا گیا اور وہیں پہنچا دیا گیا جہاں پچھلے چھ سو سے زائد جا چکے تھے۔

۳۱. ایک یہودی عورت اور ایک بوڑھے کا قصّہ

مردوں کی اس اجتماعی سزائے موت کے درمیان ایک عورت کو بھی سزائے موت دی گئی کہ اُس نے محاصرے کے دوران قلعے پر متعین ایک صحابی خلادّ بن سُویدؓ پر چکی کا پاٹ پھینک کر انھیں جان سے مار دیا تھا، اُن کے قصاص میں اسے قتل کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر کسی لڑکے (نابالغ مرد) کو قتل نہیں کیا گیا۔

ایک بوڑھے یہودی کا عجیب قصہ ہے جس نے باوجود معافی ملنے کے مرنا پسند کیا۔ ثابت بن قیسؓ نے رسول

---

۲ یہ بات یاد رہے کہ چند مہینوں بعد خیبر فتح ہوا اور حُیَیّ بن اَخطَبْ کی بیٹی نے گرفتاری کے بعد آزادی حاصل کر کے آپ ﷺ کی زوجیت میں آنا پسند کیا۔ اُم المومنین صفیہؓ کا باپ ہونے کے ناطے بعد از مرگ نبی ﷺ کا سسر بھی تھا۔

اللہ سے درخواست کی کہ زبیر بن باطا اور اس کے اہل و عیال کو انھیں عطا کر دیا جائے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ زبیر کے ثابت پر کچھ احسانات تھے۔ان کی درخواست منظور کر لی گئی۔اس کے بعد ثابت بن قیسؓ نے زبیر سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو اور تمھارے اہل و عیال کو مجھے عنایت کر دیا ہے اور میں تم سب کو آزاد کرتا ہوں لیکن جب زبیر بن باطا کو معلوم ہوا کہ اس کی قوم کے تمام مرد قتل کر دیے گئے ہیں تو اس نے کہا: ثابت! تم پر میں نے جو احسان کیا تھا اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی دوستوں تک پہنچا دو۔ چناں چہ اس کو بھی ناچار قتل کر دیا گیا۔ زبیر بن باطا کے بیٹے عبدالرحمن زندہ رہے اور اسلام لا کر شرفِ صحبت سے مشرف ہوئے۔ بنو نجار کی ایک خاتون ام المنذر سلمیٰ بنت قیس نے چاہا کہ نبی ﷺ سموأل قرظی کے بیٹے رفاعہ کو انھیں دے دیں، رفاعہ کو ان کے حوالے کر دیا گیا۔ انہوں نے رفاعہ کی پرورش کی۔ اور وہ بھی اسلام لا کر شرفِ صحبت سے مشرف ہوئے۔

۳۲. ریحانہ رضی اللہ عنہا جو اُمّ المؤمنین نہ بن سکیں

باقی تمام قیدیوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا، جن کی اکثریت کو نجد لے جا کر فروخت کیا گیا۔ اغلباً خیبر کے یہود نے اُن کو خرید لیا ہو گا۔ جو چند مدینے میں رہے اور نجد نہیں لے جائے گئے اُن میں سے ایک ریحانہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں جنھوں نے نبی ﷺ کی کنیز کی حیثیت میں رہنا پسند کیا اگرچہ کہ وہ اسلام لے آئیں اور پیش کش کے باوجود زوجیت میں جانے کے بجائے آپؐ کی کنیز رہنے کو ترجیح دی۔ حجۃ الوداع سے واپس آئے تو آپؓ انتقال کر گئیں اور بقیع میں دفن ہوئیں۔

۳۳. ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کی قبولیت

ابولبابہؓ چھ رات مسلسل ستون سے بندھے رہے۔ ان کی بیوی ہر نماز کے وقت آکر کھول دیتی تھیں۔ اور وہ نماز سے فارغ ہو کر پھر اسی ستون سے بندھ جاتے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر صبح دم اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کی توبہ کی قبولیت نازل ہوئی۔ مجاہدؒ کہتے ہیں (بحوالہ تفسیر ابن کثیر) کہ سورہ توبہ کی آیہ مبارکہ [وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٠٢﴾] ابولبابہؓ کی توبہ کی قبولیت کے لیے نازل ہوئی۔ اس وقت آپؐ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف فرما تھے، وہ فرماتی ہیں کہ صبح کو مسکراتے ہوئے اٹھے تو میں نے کہا اللہ آپ کو ہمیشہ ہنسائے، اِس وقت ہنسنے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔ میں نے پوچھا تو کیا میں ان کو یہ خوش خبری سنا دوں تو آپؐ نے فرمایا جیسا تم چاہو۔ اُس وقت تک پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے، میں اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئی اور پکار کر کہا: ابولبابہ خوش

ہو جاو تمہاری توبہ قبول ہو گئی یہ سن کر صحابہؓ انھیں کھولنے کے لیے دوڑ پڑے لیکن انہوں نے چاہا کہ انھیں رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی اور نہ کھولے۔ چناں چہ جب نبی ﷺ نماز فجر کے لیے مسجد آئے اور وہاں سے گزرے تو انھیں کھول دیا۔ ابولبابہؓ نے اپنی تمام ملکیت کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرنا چاہا، نبی ﷺ نے ایک تہائی کو قبول کرلیا۔ ابولبابہؓ بڑے جاں نثار، معتمد اور جذباتی بدری صحابی تھے۔ اِن کی جذباتیت ہی تھی کہ جب اِن کے زیرِ سایہ ایک بچے نے اِن پر کھجور کے درخت پر قبضے کا الزام لگایا اور وہ عدالت نبویؐ میں غلط ثابت ہو گیا تو باوجود نبی اکرم ﷺ کی سفارش کے انھوں نے وہ درخت اُس بچے کو تحفتاً دینے سے انکار کر دیا۔ اُن کی درد بھری جذباتیت تھی کہ اُن کو بنو قریظہ کے روتے ہوئے بچوں اور عورتوں پر رحم آ گیا تھا۔ ابولبابہؓ پر رسول اللہ ﷺ کے اعتماد کا یہ عالم تھا کہ آپؐ نے ایک سے زائد مرتبہ اپنی غیر موجودگی میں اُن کو مدینے کے ذمے دار بنایا۔

سُوْرَةُ التَّوْبَة کی مذکورہ آیہ مبارکہ (۱۰۲) کے بارے میں مفسرین کے درمیان یہ خیال ہے کہ یہ آیت غزوہ تبوک میں سستی سے شریک نہ ہونے والے اُن چند مخلص نادم صحابہ کرامؓ کے لیے اُتری تھی جنھوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی تبوک سے واپسی پر مسجد میں داخل ہونے سے قبل مختلف ستونوں سے باندھ لیا تھا، جن میں ابولبابہؓ بھی شامل تھے۔ یقیناً یہ آیہ اس موقع پر بھی تلاوت کی گئی ہو گی اور اسی سلسلہ کلام میں یہ سورہ توبہ میں درج ہے تاہم ابولبابہؓ کا ستون سے بندھنا اور توبہ کا قبول ہونا اور معافی کا نازل ہونا، سارا معاملہ غزوہ بنو قریظہ کے درمیان اُن سے افشائے راز ہی کے سلسلے کا ہے۔

بنو قریظہ کی پامالی اور اُس پر قرآن مجید کا بیانیہ،

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب

نزولی ترتیب پر ۱۱۶ویں تنزیل، ۲۱ویں پارے میں سورۃ نمبر ۳۳ [آیات ۲۱-۲۷]

جیسا آپ گزشتہ صفحات کے مطالعے سے جانتے ہیں کہ یہ غزوہ/محاصرہ ۵ ہجری میں ذی قعدہ کے پہلے پچیس روز میں وقوع پذیر ہوا۔ یہود کے ہتھیار ڈالنے سے قبل زینبؓ سے شادی کے ولیمے کی دعوت نبی ﷺ کر چکے تھے۔ بنو قریظہ کے منتخب ثالث کے ذریعے تورات کے مطابق تمام بالغ مردوں کے قتل کا فیصلہ ہوا۔ اور سزا دینے کا عمل جاری ہے یا قریب الاختتام ہے، جبریل امینؑ اللہ کے حکم سے بنو قریظہ کی پامالی پر اللہ تعالیٰ کا بیانیہ لے کر تشریف لاتے ہیں جو سُوْرَةُ الْاَحْزَاب کی آیات ۲۱ تا ۲۷ پر مشتمل ہے۔ آیات کے مشمولات خود ان اوقات میں اِن کے نزول پر داخلی شہادت ہیں۔ آئندہ صفحات میں اس بیانیے کو ملاحظہ فرمایئے:

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ
حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَ الۡیَوۡمَ
الۡاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا ﴿ؕ۲۱﴾ وَ لَمَّا رَاَ
الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡاَحۡزَابَ ۙ قَالُوۡا ہٰذَا مَا
وَعَدَنَا اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ وَ صَدَقَ اللّٰہُ وَ
رَسُوۡلُہٗ ۫ وَ مَا زَادَہُمۡ اِلَّاۤ اِیۡمَانًا وَّ
تَسۡلِیۡمًا ﴿ؕ۲۲﴾ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ رِجَالٌ
صَدَقُوۡا مَا عَاہَدُوا اللّٰہَ عَلَیۡہِ ۚ فَمِنۡہُمۡ
مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَہٗ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ ۫ۖ
وَ مَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِیۡلًا ﴿ۙ۲۳﴾ لِّیَجۡزِیَ اللّٰہُ
الصّٰدِقِیۡنَ بِصِدۡقِہِمۡ وَ یُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ
اِنۡ شَآءَ اَوۡ یَتُوۡبَ عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ
غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿ۚ۲۴﴾ وَ رَدَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ
کَفَرُوۡا بِغَیۡظِہِمۡ لَمۡ یَنَالُوۡا خَیۡرًا ؕ وَ
کَفَی اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الۡقِتَالَ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ
قَوِیًّا عَزِیۡزًا ﴿ۚ۲۵﴾ وَ اَنۡزَلَ الَّذِیۡنَ
ظَاہَرُوۡہُمۡ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ مِنۡ
صَیَاصِیۡہِمۡ وَ قَذَفَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ
الرُّعۡبَ فَرِیۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ وَ تَاۡسِرُوۡنَ
فَرِیۡقًا ﴿ۚ۲۶﴾ وَ اَوۡرَثَکُمۡ اَرۡضَہُمۡ وَ
دِیَارَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ وَ اَرۡضًا لَّمۡ تَطَـُٔوۡہَا ؕ
وَ کَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرًا ﴿٪۲۷﴾ ۳ع

یقیناً تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخر کی توقع رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے ﴿۲۱﴾ اور جب مومنوں نے لشکروں کو دیکھا تو پکار اٹھے کہ یہ وہی چیز ہے جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا، اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات بالکل سچّی تھی۔ اس واقعہ نے اُن کے ایمان اور ان کی سپردگی کو اور زیادہ بڑھا دیا ﴿۲۲﴾ ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کر دکھایا ہے۔ ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا ہے اور کوئی موقع کا منتظر ہے انہوں نے اپنے روّیے میں کوئی تبدیلی نہیں کی ﴿۲۳﴾ تاکہ اللہ صادق القول اہلِ ایمان کو ان کی سچائی کی جزا دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے اور چاہے تو ان کی توبہ قبول کرلے، بے شک اللہ غفور و رحیم ہے ﴿۲۴﴾ اور اللہ نے کفار کی فوجوں کو غصے میں لوٹا دیا۔ وہ اپنا مقصد نہ حاصل کر سکے۔ اور مسلمانوں کی طرف سے اللہ ہی لڑنے کے لیے کافی ہو گیا، اور اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے ﴿۲۵﴾ پھر اہلِ کتاب میں سے لوگوں کو جنھوں نے اُن کا ساتھ دیا تھا، اللہ ان کے قلعوں سے اُنھیں اُتار لایا اور ان کے دلوں میں ہیبت ڈال دی کہ کچھ کو تم قتل کرتے ہو اور کچھ کو قید کرتے ہو ﴿۲۶﴾ اور اُن کی زمینوں، اُن کی رہائشی بلڈنگوں اور ان کے اموال کا وارث بنا دیا اور وہ علاقہ تم کو دے دیا جس پر تم نے کبھی نقوشِ قدم نہیں چھوڑے تھے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۲۷﴾ ع

اے ایمان والو! یقیناً تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ کی زندگی کی ایک ایک ادا میں ایک بہترین نمونہ (role model) ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ کی رضا کا اور یومِ آخر کی کامیابی کی توقع رکھتا ہو اور ساری زندگی ہر کام میں اللہ کی خوشنودی پیشِ نظر رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔ اور جب حقیقی مومنوں نے مدینے پر حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو پکار اٹھے کہ یہ وہی چیز پیش آئی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا، اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات بالکل سچّی تھی۔ اس واقعہ نے اُن کے ایمان اور ان کی سپردگی کو اور زیادہ بڑھا دیا۔ ایمان لانے والوں میں ایسے وفادار و مخلص لوگ بھی ہیں جنھوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اور شہادت پا کر اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کر دکھایا ہے۔ ان میں سے کوئی اپنی جان دے کر اپنی نذر پوری چکا ہے اور کوئی صدقِ دل سے جان دینے کے موقع کا منتظر ہے زمانے کے اُلٹ پھیر اور حالات کی تبدیلی نے اُن کو ثابت قدم رکھا ہے اور انہوں نے اپنے روّیے میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ چہار جانب سے فوجوں کی مدینے پر چڑھائی کے ذریعے ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کی یہ کڑی آزمائش اِس لیے کی گئی تاکہ اللہ صادق القول اہلِ ایمان کی صداقت کو ثابت کر کے اُن کو ان کی سچائی کی جزا دے اور ایمان کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے نام نہاد مسلمانوں کا نفاق ثابت کر دے پھر اگر وہ توبہ کریں تو منافقوں کو چاہے سزا دے اور چاہے تو ان کی توبہ قبول کر لے، بے شک اللہ غفور و رحیم ہے۔ اور اللہ نے مدینے پر چڑھ آنے والی کفار کی فوجوں کو جیسی آئیں تھیں ویسی ہی غصے میں دیوانہ بنا کے بے نیل و مرام لوٹا دیا۔ اِس طویل جدوجہد، محنت اور خرچے سے کی گئی لشکر کشی کا اُنھیں کوئی فائدہ نہ ہوا، وہ اپنا مقصد نہ حاصل کر سکے۔ کسی لڑائی کے بغیر اُن کی یہ ذلت و رسوائی اِس لیے ممکن ہوئی کہ اور مسلمانوں کی طرف سے اللہ ہی بغیر تلوار چلائے لڑنے کے لیے کافی ہو گیا، اور اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔ پھر اہلِ کتاب میں سے بنو قریظہ کے لوگوں کو جنھوں نے مدینے کو برباد کرنے کے لیے باہر سے آئے ہوئے اِس لشکرِ جرار کا ساتھ دیا تھا، اللہ ان کے بلند و مضبوط قلعوں سے کھینچ کر اتار لایا اور ان کے دلوں میں ڈر و خوف اور رُعب کے ساتھ تمھاری ہیبت ڈال دی کہ آج یہ سینکڑوں کی تعداد میں پیچھے بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ سر جھکائے قتل ہونے کے لیے کھڑے ہیں، کچھ کو تم قتل کرتے ہو اور کچھ کو قید کرتے ہو۔ اور اُن کے تمام قابلِ جنگ مردوں کے سر کٹوا کر اُس قوی و عزیز اللہ نے تم کو ان کی زمینوں، باغات، اُن کی رہائشی و تجارتی بلڈنگوں اور ان کے اموال کا مالک و وارث بنا دیا اور وہ علاقہ تمھارے تصرف میں دے دیا جس کو فتح کرنے کے لیے، اُس پر نہ تم نے کبھی گھوڑے دوڑائے اور نہ ہی تمھارے جوتوں نے کبھی بھی اُس علاقے پر نقوشِ قدم چھوڑے تھے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ع

سعد بن معاذؓ کی دعا کی قبولیت کے ذریعے شہادت

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ کاری زخم کھانے کے بعد کچھ یوں دعا کی تھی کہ اے اللہ اگر اب تیرے نبی کو اپنے شہر سے نکالنے والوں (یعنی قریش) کے ساتھ قتال ختم نہیں ہوا ہے تو مجھے اُس میں شرکت کے لیے زندہ رکھ تا کہ (شہادت کی آرزو کے ساتھ اُن میں شرکت کروں اور) تیرے نبی کی نصرت کروں اور اگر یہ آخری معرکہ ہے تو اسی زخم کو میری شہادت کا ذریعہ بنا دے (نہیں معلوم کہ پھر شہادت کا کوئی موقع ہاتھ آے گا بھی یا نہیں)۔ پر اے میرے مالک شہادت سے قبل آرزو ہے کہ میری آنکھیں بنو قریظہ کے انجام سے ٹھنڈی ہو جائیں سعدؓ نے بنو قریظہ کے منہ سے رسول اللہ اور مسلمانوں کے لیے اُس وقت گالیاں سُنی تھیں جب وہ اُنھیں کسی بھی طرح معاہدے کی پاسداری پر آمادہ کرنے گئے تھے، جس کا سعدؓ کو بہت دکھ تھا۔ بحیثیت رئیس قبیلہ اوس، سعدؓ کے بنو قریظہ سے بڑے پرانے تعلقات تھے، جن کو وہ اُنھیں راہِ راست پر لانے میں کام میں نہ لا سکے تھے۔ جب یہود کے قلعوں کے محاصرے نے طول پکڑا تو ہر عقل رکھنے والے، گھاس کے بجائے روٹی پسند کرنے والے فرد بشر نے یہ جان لیا کہ اب اِن میں سے کسی کی جان نہیں بچتی تو بنو قریظہ کے یہود کو سعد بن معاذؓ سے اپنے پرانے تعلقات یاد آئے اور اُنھوں نے چاہا کہ سعدؓ کو ثالث بنایا جائے۔ جب شدید زخمی حالت میں ثالثی کے لیے سعدؓ کو ایک گدھے پر بٹھا کر لایا جا رہا تھا تو سارے راستے اوس کے لوگ اپنے سردار سے التجا کرتے رہے کہ بنو قریظہ کا خیال کرنا اور وہ خاموشی سے سنتے رہے جب وہ خیمہ عدالت کے قریب پہنچے تو اُن کے منہ سے کچھ یوں ادا ہوا کہ آج سعدؓ کو اپنے رب کے سامنے اپنے بندے کے فیصلے پر شرمندگی نہیں ہوگی، یہ سُن کر اوس کے لوگ مدینے کی جانب چلے گئے اور جان گئے کہ کیا فیصلہ ہو سکتا ہے جو سعدؓ کو روزِ قیامت سرخ رو کرے گا۔ بنو قریظہ کے تمام مردوں کی سزا جس رات مکمل ہوئی، اُس سے اگلے دن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا زخم دوبارہ ہرا ہو گیا اور اُس سے خون پھوٹ پڑا۔ سعدؓ اُس وقت مسجد نبوی میں قایم کیے گئے ایک خیمے میں تھے۔ مسجد میں بنو غفار کے بھی چند خیمے تھے۔ وہ یہ دیکھ کر پریشان ہوئے کہ ان کی طرف برابر والے خیمے سے خون بہہ کر آرہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اے خیمہ والو! یہ کیسا خون ہے جو تمھاری طرف سے آرہا ہے؟ لوگوں نے لپک کر دیکھا تو سعدؓ کے زخم سے خون کی دھار جاری تھی، پھر اسی سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ جب سعد بن معاذؓ کا جنازہ اٹھایا گیا تو اُٹھانے والوں نے خلافِ توقع محسوس کیا کہ ان کا جنازہ کسی قدر ہلکا ہے حالاں کہ وہ قد آور اور بھاری شخصیت کے مالک تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُن (کے وزن کے بیشتر حصے) کو فرشتے اٹھائے ہوئے تھے (ترمذی)

☆☆☆☆☆